پروفیسر محمد اکرام تائب
عارف والا

"ماں"

ہر قدم پر اک نئی حائل بلا ہے دوستو
دُور ہو جس سے بلا ماں کی دُعا ہے دوستو

روشنی پاتے ہیں مہر و مہ اسی کے نُور سے
ماں کے ہی قدموں تلے سب کچھ چُھپا ہے دوستو

کیا کہوں کتنا سکوں آور ہے یہ ماں کا وجُود
خُلد سے جو آئے وہ ٹھنڈی ہوا ہے دوستو

کیا خبر تم کو نہیں ماں کی دُعائے نیم شب
زخمِ دِل کے واسطے برگِ حنا ہے دوستو

گود میں اپنی جو لے کرکاٹ دے آنکھوں میں رات
کون کرتا اس جہاں میں یوں بھلا ہے دوستو

ماں کے دل پہ دیکھے بیٹے کے زخموں کے نشاں
ماں ہے رُوحِ زندگی، جانِ وفا ہے دوستو

پُرکشش گرچہ شریکِ زندگی بھی ہے بہت
رنگ ماں کے پیار کا لیکن جُدا ہے دوستو

ماں محبت، خدمت و ایثار و قُربانی کا نام
ماں تو اک انمول انعامِ خُدا ہے دوستو

ماں کے اوصافِ حمیدہ کو میں کیا کیا نام دُوں
پھول، خوشبُو، چاندنی، بادِ صبا ہے دوستو

کچھ بھی ہو گھبرا کے یوں تائب نہ ہرگز بولنا
ماں کی ناراضی جہنم کی سزا ہے دوستو